تو کافی رہے گی؟ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ایسا نکاح ہوا ہی نہیں، پیغمبر خدا نے اسے "تیس مستعار" (مستعار بجار، جس سے غرض صرف جفتی ہوتی ہے، عقد نہیں) سے تعبیر فرمایا ہے۔

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم بالتیس المستعار؟ قالوا بلی یا رسول اللہ قال ھو المحلل" (رواہ ابن ماجہ ولہ شواھد)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضور کے عہد میں ہم اسے "زنا" تصور کرتے تھے:

"کنا نعد ھذا اسفاحا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

(رواہ الحاکم والطبرانی وصححہ الحاکم)

چنانچہ اس طرح کا کیس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیش ہوا تو آپؓ نے اسے رد کر دیا تھا۔

"لیحلھا لاخیہ ھل تحل للاول؟ قال لا" (رواہ الحاکم والطبرانی)

قرآن حکیم سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح بغرض نکاح کرے:

"حتی تنکح زوجا غیرہ"

نکاح بغرض طلاق یا بغرض تحلیل اسلام میں اس کا کہیں کوئی وجود نہیں ہے

یہ گنجائش نہیں پائی جاتی کہ ایسے نکاح سے، پہلے شوہر کیلئے بھی ایسی عورت حلال ہو جائے پھر قبل مسیس (مباشرت) تو ویسے بھی حلال نہیں ہو سکتی۔

۱ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ "اگر ایسا کیا گیا تو میں سنگسار کر دوں گا"

"لا اوتی بمحلل ولا محلل لہ الا رجمتھما" (رواہ ابن ابی شیبہ۔ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی)

جو لوگ ایسے نکاح کو جائز اور قابل حلالہ تصور کرتے ہیں وہ دراصل شیعوں والے "نکاح متعہ" کا دروازہ کھول رہے ہیں ـــــ حالانکہ نکاح متعہ قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا ہے۔

"ان اللہ قد حرم ذلک الی یوم القیمۃ" (رواہ مسلم ص ۴۵۱)

ہمارے نزدیک ایسا حلالہ شرعاً حرام اور اس سے ایسی عورت پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں ہو جاتی۔

بے نمازی، نمازی مرد کے لیئے

جو لوگ تارک نماز کو حقیقۃً کافر تصور کرتے ہیں ان کے حساب سے تو ایسا نکاح ہو نہیں سکتا اور جن حضرات کے نزدیک تارک نماز گو بہت بڑا مجرم ہے، تاہم اسے